عربی ادب میں ہندوستانی فضا

مولوی سید محمد ضیاء الدین شمسی طہرانی لکچرار شعبہ فارسی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی۔ علی گڑھ

ابن خلدون نے اپنے مقدمہ میں لکھا ہے کہ عربی زبان میں ادب کا تصور اس قدر وسیع ہے کہ اس کا تعین مشکل ہے۔ تاریخ ادب عربی کے مصنف استاذ احمد حسن زیات کے نزدیک بھی ادب کا اطلاق شعر و سخن کے علاوہ ان تمام تصانیف پر ہوتا ہے جو کسی علمی یا ادبی شعبے میں تحقیق کا نتیجہ ہوں۔ عربی زبان کا ادب دنیا کی تمام دوسری زبانوں کے مقابلے میں زیادہ مالامال ہے کیونکہ اسلام پھیلنے کے بعد عربی زبان صرف ایک ہی قوم کی زبان نہ رہی بلکہ ان تمام اقوام عالم کی زبان بھی بن گئی جو وقتاً فوقتاً اسلام کی دعوت قبول کرتی رہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اِس زبان نے یونانیوں، ایرانیوں، یہودیوں، ہندیوں اور حبشیوں کے قدیم علوم و فنون اور ادبی روایات کو اپنے اندر جذب کر لیا۔ عربوں کے ادب پر ہندوستان کا کس قدر اثر ہوا تھا اس کا ابھی تک کوئی معقول جائزہ نہیں لیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ مشہور مستشرق ڈاکٹر نکلسن نے اپنی سہل انگاری کی بناء پر یہ رائے قائم کر لی کہ عربوں کے ادب پر علمِ ادب، علمِ نجوم اور علمِ طب میں یونانیوں کے علوم کی بہ نسبت ہندی علوم کا بہت کم اثر ہوا (تاریخ ادب عربی از ڈاکٹر نکلسن) اگر نظر غائر سے دیکھا جائے تو ہندوستانی علوم کا اثر عربوں کے ادب پر یونانی علوم

کسی طرح کم نہیں۔ عربی ادب میں ہندوستانی فضا کی نشاندہی کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ سردست اس موضوع کے مختلف اور بے حساب گوشوں میں سے صرف ایک گوشے پر مختصر طور پر روشنی ڈالنا مقصود ہے۔

عرب و ہند کے تعلقات کا سلسلہ ماقبل تاریخ کے عہد سے ملتا ہے۔ مصر اور عرب میں پائی جانے والی بہت سی اشیاء اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ ان ممالک میں تجارت کا سلسلہ تین ہزار سال قبل مسیح سے قائم تھا۔ ہندوستانی جہاز جو معمولی بادبانوں اور بے شمار ملاحوں کے ذریعہ چلتے تھے ہندوستانی مال مثلاً گرم مسالے موتی روئی، ریشم، ململ اور جواہرات وعنبر لے کر عرب اور عراق جاتے تھے۔ وادیٔ سندھ یعنی موہنجو داڑو کے لوگ عربوں سے قریبی تعلقات رکھتے تھے۔

عرب تاجروں کا بھی ہندوستان میں آنا جانا تاریخی حقیقت ہے۔ تاریخی طور پر ثابت ...... ہے کہ ایک عرب ملّاح ہی نے واسکوڈی گاما کو ہندوستان کا بحری راستہ دریافت کرنے میں مدد دی تھی اور احمد بن ماجد بھی عرب ملاح ہی تھا جس نے ۱۴۹۸ء میں مالندی (مشرقی افریقہ) سے کالی کٹ تک پہنچنے میں واسکوڈی گاما کی رہنمائی کی تھی۔

یہ تجارتی تعلقات ہی کا نتیجہ تھا کہ عرب میں قدیم زمانے سے ہندوستان کی بہت سی چیزیں کثرت سے استعمال ہوتی تھیں اور عربوں کی زندگی میں ان کو بڑی اہمیت حاصل تھی، اس کا اندازہ عرب شعراء کے کلام سے بھی ہوتا ہے جنھوں نے اشعار میں ہندوستان کی بہت سی چیزوں کا ذکر کیا ہے۔ اس ذکر سے عربی ادب میں ہندوستانی فضا کا تصور ابھرنے لگتا ہے۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں:

ہندی تلوار

قدیم زمانے سے ہندوستان کی تلواریں عربوں کی بہادری میں چار چاند لگاتی

ہیں۔ عربی میں ہندی تلوار کے کئی نام ہیں۔ سیف، ہندہ، ہندی، مہند، مہندا
سندوانی اور قلعی۔ شریف ادریسی نے نزہۃ المشتاق میں لکھا ہے کہ جزائر
کے بلاد سفال اور بلادِ زنج میں لوہے کی کانیں ہیں مگر یہاں کے باشندے نکا
فروخت کرتے ہیں اور ہندوستان کے لوگ اس کی تلواریں بناتے ہیں۔"
(نزہۃ المشتاق ص ۲ مطبوعہ علی گڑھ) عربی شاعری میں ہندی تلوار کا ذکر
کثرت سے آیا ہے جس کثرت سے خود ہندی تلوار استعمال ہوتی تھی۔ زہیر
ابی سلمی نے کہا ہے ؎

کالھند وانی لا یخزیك مشھدہٗ
وَسطَ السیوف اذا ماتضرب البُھَمُ

یعنی دوسری تلواروں کے درمیان میں ہندی تلوار تم کو میدان جنگ میں ناکام نہیں کر سکتی ہے جبکہ اسلحہ بند لشکر میں جنگ ہو۔

ہندی نیزے

ہندی تلواروں کی طرح عرب میں ہندی نیزے بھی بہت مشہور تھے۔
عام طور سے عمان سے لے کر بحرین تک کے علاقے میں تیار کیے جاتے تھے جسے
کہتے تھے اس کے لئے سندھ، گجرات اور بھروچ سے بانس اور بید آتے
پھر ان کو یہاں نیزے کی شکل دی جاتی تھی۔ خطی اور سمہری نیزے ہندوستا
لکڑی کے ہی بنتے تھے، ابنِ منظور دمشقی نے لسان العرب میں لکھا ہے:

وقد کثرمجیئھا فی اشعارھا

یعنی اشعار عرب میں اس کا ذکر بہت کثرت سے آیا ہے۔ ابوزبید طائی نے کہا ہے:

مِسْنَفاتٌ کانھن قَنَا الھند
لطول الوجیف جدب المرودُ

یعنی چارہ ڈھونڈھنے والے کے دیر کرنے کی وجہ اونٹنیاں اس طرح جکڑی ہوئی تھیں جیسے ہندوستان کے بانس باندھے ہوئے ہیں۔

مُشک

یہ ہندوستان کی مشہور خوشبو ہے جو یہاں سے عرب جاتی تھی۔ امرء القیس کہتا ہے ؎

إِذَا قَامَتَا تَضَوَّعَ الْمِسْكُ مِنْهُمَا
نَسِيمَ الصَّبَا جَاءَتْ بِرَيَّا الْقَرَنْفُلِ

یعنی جب وہ دونوں کھڑی ہوتی ہیں تو ان سے مشک کی خوشبو اس طرح پھیلتی ہے جیسے نسیم صبح لونگ کی خوشبو لے کر آئی ہے۔

یہاں قرنفل بھی کرن پھول کا معرب ہے اس کا ذکر بھی عربی ادبیات میں کثرت سے آیا ہے۔

عود

عود (اگر) ہندوستان کی مشہور لکڑی اور عربوں کی مرغوب ترین خوشبو ہے۔ اس کو عودِ ہندی، عودِ صنفی، عودِ قماری، عودِ مندلی اور عودِ کلبی کے مختلف ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ نابغہ شیبانی کہتا ہے ؎

قَدْ عَبِقَ الْعَبِيرُ بِهَا وَ مِسْكٌ
يُخَالِطُهُ مِنَ الْهِنْدِيِّ عُودٌ

یعنی اس کے جسم پر زعفرانی خوشبو اور عود ہندی میں مخلوط مُشک لپٹا ہوا ہے۔

کافور

یہ ہندی لفظ کپور کا معرّب ہے۔ اس کا استعمال عربی زبان میں کئی طرح سے ہوا ہے۔ یوں تو کافور عرب کے ہر بڑے بازار میں فروخت ہوتا تھا لیکن

دارین جس طرح مُشک کی بہت بڑی منڈی تھی اسی طرح کافور کا بازار بھی تھا
نابغہ شیبانی کہتا ہے ؎

كأنَّ رُضَابَ المِسْكِ فوقَ لِثَاتِهَا
وكافورُ دارِيٍّ ورَاحًا تُصَفَّقُ

یعنی محبوبہ کے مسوڑھوں کے اوپر دارین کا کافور اور شراب دونوں مچل رہی ہیں۔

زنجبیل

یہ ہندی لفظ جنجابیر کا معرّب ہے جس کے معنی سونٹھ کے ہیں۔ عرب کے لوگ اسے خشک اور تر دونوں طرح استعمال کرتے تھے اور یہ اُن میں بہت ہی مشہور تھی۔ لسان العرب میں لکھا ہے کہ عرب سونٹھ کی خوشبو کی تعریف کرتے ہیں اور وہ ان کو بہت ہی مرغوب ہے (والعرب تصف الزنجبيل بالطيب وهو مستطاب عندهم جدًا)۔ اعشیٰ نے کہا ہے ؎

كأنَّ القرنفل والزنجبيل
باتا بفيها داريًا مشودًا

یعنی محبوبہ کے لعابِ دہن کی لطافت ونکہت کا حال یہ ہے کہ جیسے اس کے مُنہ کے اندر شہد کے ساتھ لونگ اور سونٹھ نے مُشک داری میں رات گذاری ہے۔

ایک اور شاعر نے بھی کہا ہے:

وزنجبيلٌ عاتقٌ مُطيبٌ

یعنی سونٹھ ملی ہوئی پُرانی خوشگوار شراب۔

عجب اتفاق ہے کہ قرآن مجید میں بھی جنّت کی تعریف میں اسی

...بنت ثانی ملک کی تین خوشبوؤں کا ذکر ضرور ہے یعنی مسک، زنجبیل ور کافور۔

(باقی آئندہ)

اکابر دیوبند کے کارناموں کی مستند تاریخ

پندرہ روزہ دیوبند ٹائمز کے "مولانا محمد عثمان نمبر" میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحبؒ مدنی، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کے غیر مطبوعہ مکاتیب، ہندوستان کے پچاس سے زائد نامور اہل قلم کی تحریریں، دیوبند اور اکابر دیوبند کی سو سالہ علمی، سیاسی، تاریخی قومی خدمات اور مذہبی تحریکات کا دل آویز مرقع، نواسۂ شیخ الہند، مجاہد آزادی حضرت مولانا محمد عثمان صاحبؒ نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند کی مشعلِ راہ شخصیت کا عکس تقریباً تین سو صفحات کے اس عظیم الشان نمبر میں مطالعہ کیجئے۔ یہ ایک تاریخی دستاویز ہے جسے صرف مبلغ 25/- روپیہ میں ہدیۂ قارئین کیا جائے گا۔ ڈاک خرچ بذمہ ادارہ ہوگا۔

اس خصوصی نمبر کے ساتھ دیوبند ٹائمز کی سالانہ خریداری مبلغ -/۲۰ روپیہ
قبول کرنے والوں کے لئے رعایتی قیمت صرف -/۲۰ روپیہ
کل -/۴۰ روپیہ ہوگا ——— صرف ڈاک بذمہ ادارہ

پتہ: منیجر دیوبند ٹائمز دیوبند ۲۴۷۵۵۴ (یوپی)